تفسیر ضیاء القرآن

ہمایوں عباس شمس

زمانہ ہر لحہ ارتقاء پذیر ہے۔ لوازمات حیات ہر لحہ تغیر کا شکار ہیں۔ ہر صدی میں لسانی ارتقا ہو رہا ہے۔ ہر شعبہ حیات میں نئی نئی اصطلاحات متعارف ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں زمانے سے ہم آہنگ تقاضوں کے مطابق نئی تفسیر ایک لازمی امر ہے۔ زمانہ کے ہر بدلتے دھارے کے ساتھ قرآنی آیات کا ایک نیا روپ سامنے آرہا ہے۔ اور حقانیت قرآن ثابت ہو رہی ہے اِسی بنا پر کہا گیا ہے۔ ولا ینقضی عجائبہ صحابہ سے قرآن کی مکمل تفسیر منقول نہیں بلکہ ابن ندیم کے بقول فراء پہلا شخص ہے۔ جس نے تفسیر املاء کروائی۔ بعد ازاں زمانی تغیرات کے پیش نظر ہر زمانے کے علماء اس اہم کام کی طرف متوجہ ہوئے جس سے تفسیری ادب میں اتنا اضافہ ہوا کہ دنیا کی کوئی کتاب قرآن کے دیگر کمالات کی طرح اس وصف میں بھی قرآن کا مقابلہ نہ کر سکی۔

عہد حاضر کی معروف تفسیر ضیاء القرآن اردو میں "جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری" نے لکھی اس کی ۵ جلدیں فاضل مصنف کی انیس سالہ شب و روز محنت شاقہ کا ثمر سدا بہار ہیں۔ صوفیانہ ذوق کے حامل عالم اسلام کے اس عالم نے پوری تفسیر میں کہیں بھی اپنی علمی صلاحیت کے بلند بانگ دعوے نہیں کئے۔ اول و آخر اپنے عجز کا اعتراف کیا۔ یہی شان بندگی ہے۔ بندے نے جھک کر بے کسی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا: "اے میرے رب کریم! اس بندہ حقیر کے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ تو اسے اپنی کتاب منیر کی خدمت کی سعادت بخشے گا۔ یہ ناکارہ خلائق اس قابل کب تھا؟ اس بے علم اور نادان میں یہ اہلیت کب تھی؟ اے بندہ نواز! اسے محض تیرا کرم نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔"

اللہ نے اس کا انعام یہ دیا کہ ہر طبقہ ء فکر کے لوگوں کو اس طرف متوجہ کر دیا۔ دنیا کے کونے کونے میں ضیاء

القرآن کی ضیاپاشیوں سے قلوب واذہان منور ہورہے ہیں۔ چشم دید واقعہ ہے کہ حضور سیدی ومرشدی علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ کے پاس ایک عیسائی قبول اسلام کی غرض سے آیا۔ اس سے اسلام قبول کرنے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ضیاء القرآن نے مجھ پر اسلام کی حقانیت آشکار کر دی۔ یہی کرم ہے' یہی انعام ہے۔ جو اللہ کریم اپنے بندوں کو دیا کرتا ہے۔ ضیاء القرآن کے اختتام پر حضرت ضیاء الامت نے جو دعا مانگی اسی کی قبولیت کی نوید تھی۔ دعا یہ ہے۔

"الٰہی ضیاء القرآن کو شرف قبول عطا فرما۔ اسکو اپنے بندوں کی ہدایت کا سبب بنا۔"

بنیادی ماخذ

تفسیر لکھتے وقت متقدمین و متاخرین اور ہم عصر علماء کی تفاسیر کے علاوہ کتب احادیث' لغات' تحقیقی رسائل میں چھپنے والے مختلف مقالات' کتب تصوف اور انسائیکلوپیڈیا وغیرہ آپکے پیش نظر رہے۔ آپ نے ان تمام سے وسعت نظری کے ساتھ استفادہ کیا۔ لیکن بنیادی طور پر تفسیر روح المعانی اور تفسیر مظہری کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔ ان کا اندازہ ان اقتباسات سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

راقم کو ایک خط محررہ ۱۴ اپریل ۱۹۹۴ء میں آپ نے تحریر فرمایا۔

"تفسیر ضیاء القرآن لکھتے وقت میں نے تفسیر روح المعانی کا اکثر مطالعہ کیا ہے۔"

ضیاء القرآن میں حیات خضر کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں ان دلائل کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لیکن متعدد صفحات پر پھیلی ہوئی اس بحث کا مطالعہ کرنے کے باوجود تسکین نہیں ہوتی" (ضیاء القرآن ج ۳ ص ۳۸)

یہ عبارت ایک طرف ظاہر کرتی ہے۔ کہ کن جاں گسل مراحل سے گزر کر یہ تحقیقی کام منظر عام پر آیا جبکہ دوسری طرف یہ بات روح المعانی کے عمیق مطالعے پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ایسے میں درج ذیل عبارت ظاہر کرتی ہے کہ تفسیر مظہری کی تحقیقات کو آپ بنظر تحسین دیکھتے۔ علامہ آلوسی کی کئی صفحات کی تحقیقات آپ کو تسکین نہ پہنچا سکیں۔ مگر تفسیر مظہری نے مشکل حل کی اور ایک جگہ لکھتے ہیں :

"میرے خیال میں یہاں فریقین کے دلائل نقل کرنا تطویل کا باعث ہوگا۔ صرف تفسیر مظہری کی وہ عبارت نقل کر دینا کافی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انکی تحقیق سے جسطرح میری تشویش دور ہوئی اس کے مطالعہ سے آپکی پریشانی بھی ختم ہو جائے گی۔ (۱)

سورۃ یونس کی آیت ۶۲ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔ "یوں تو تمام مفسرین نے اپنی استعداد اور ذوق کے

مطابق اس آیت کی تفسیر کی ہے لیکن حق یہ ہے کہ عارف باللہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ کے بیان میں جتنی دلکشی، شیرینی اور جامعیت ہے اسکا جواب نہیں (۲)

علاوہ ازیں تفسیر قرطبی کے حوالہ جات بھی اکثر مقامات پر ہیں۔

منہج و اسلوب

تفسیر کے ابتدا میں ضیاء القرآن کے نام سے مقدمہ میں ضیاء القرآن کے تفسیری منہج کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جمع و تدوین اور قرآن کے مختلف ادوار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی قرات کے اختلاف کی نوعیت کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ ترتیب قرآن کے حوالے سے حضرت ضیاء الامت نے یہ موقف پیش کیا ہے کہ قرآن عہد رسالت میں ہی مکمل طور پر مرتب کر دیا گیا تھا۔ تمام صحابہ اسکی پیروی اور پابندی کرتے تھے۔ امام غزالی کے حوالے سے تلاوت قرآن کے ظاہری و باطنی آداب کا بیان بھی فہم قرآن کیلئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ عبارت فہمی کے لئے رموز او قاف نہایت اہم ہیں۔ اس لئے مقدمہ میں ۱۴ اہم رموز او قاف بیان کر دیئے گئے ہیں۔ مقدمہ سے پہلی جلد کے آغاز و اختتام کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ کم و بیش پانچ سال کی شب و روز صبر آزما محنت کا نتیجہ یہ پہلی جلد ہے۔

ضیاء القرآن کی ہر جلد میں مضامین قرآن کی توضیح کے لئے نقشوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ہر سورت سے پہلے اسکا تعارف لکھا گیا ہے۔ جس میں سورہ مبارکہ کا نام، آیات و رکوعات کی تعداد، شان نزول، سورۃ کی مکی اور مدنی ہونے کی بحث نیز مضامین سورت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اگر کسی سورت میں کوئی اہم تاریخی واقعہ بیان ہوا ہے تو اس کا پس منظر نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

پانچوں جلدوں میں سورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جلد اول	فاتحہ تا انعام	۶
جلد دوم	اعراف تا بنی اسرائیل	۱۱
جلد سوم	الکہف تا السجدۃ	۱۵
جلد چہارم	الاحزاب تا الطور	۲۰
جلد پنجم	النجم تا الناس	۶۲

ہر جلد کے آخر میں فہرست مطالب دی گئی ہے۔ جس سے قرآنی مضامین کو تلاش کرنا آسان ہو گیا ہے۔ یہ فہرست متعلقہ جلد میں موجود عقائد، معاملات، اور دیگر تمام مسائل کا احاطہ کرتی ہے ہمارے ایک نامور معاصر کا یہ کہنا درست معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں مسلک صوفیا کو ترجیح دی گئی ہے۔ راقم کے نزدیک تفسیر کا بغور مطالعہ کریں تو محسوس

ہوتا ہے۔ کہ آپ کا مقصد صوفیانہ تفسیر نہیں تھا۔

صوفیہ کی تفسیریں دو قسم کی ہیں۔ ۱۔ نظری ۲۔ اشاری

موخر الذکر تفسیری اسلوب اگر کہیں ضیاء القرآن میں نظر آتا ہے تو اسکی حیثیت ضمنی اور ثانوی ہے لیکن نظری صوفیہ کا انداز جس میں اپنے ذوق کے معانی و مطالب بتکلف قرآنی آیات سے اخذ کئے جاتے ہیں اس تفسیر میں کہیں نہیں ملتے۔

ضیاء القرآن سابقہ مفسرین کے اقوال و آراء کا بیش قیمت گنجینہ ہے۔ اس میں جدید و قدیم تمام تفسیری رجحانات کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ اس لئے اسے کسی ایک تفسیری نوع کے نقطہ نظر سے دیکھنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

تفسیر ضیاء القرآن کے منہج و اسلوب کو درج ذیل نکات سے بہ آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

(الف) لغوی و نحوی تحقیقات

صاحب تفسیر خود بیان کرتے ہیں۔ ''جہاں کوئی لغوی' نحوی یا صرفی الجھن اور پیچیدگی نظر آئی۔ میں نے کوشش کی ہے کہ آئمہ فن کے مستند حوالوں اور اقوال سے اسکا حل پیش کردوں تاکہ کوئی خلش باقی نہ رہے۔ 153

پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی صدر شعبہ عربی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان' ضیاء القرآن کے اس امتیازی وصف پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں۔

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ نے ضیاء القرآن تصنیف فرما کر نوجوان نسل خصوصاً طلباء پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس سے قبل ہمیں الفاظ قرآنی کے لغوی اور صرفی و نحوی تحقیق کیلئے مفردات امام راغب' القاموس' لسان العرب اور المحیط جیسی ضخیم کتب لغت کی ورق گردانی کرنی پڑتی تھی لیکن مصنف ضیاء القرآن نے تحقیق کر کے اور فہرست کے ساتھ ان کا اضافہ کر کے ہم طلباء کے لئے آسانی فرمادی ہے۔

ہر جلد کے آخر میں پہلے تحقیقات لغویہ کے عنوان سے وہ الفاظ دیئے گئے ہیں جن کی مصنف نے نہایت عرق ریزی سے تحقیق کی ہے۔ یہ بھی بتایا ہے کہ مطلوبہ لفظ کی تفسیر و تشریح کس سورہ مبارکہ میں کس مقام پر کی گئی ہے۔ لغوی تحقیق کا نمونہ دیکھنے کیلئے درج ذیل مقامات بالخصوص ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

جلد اول	ص ۳۵ ' ۲۳ ۷ ' ۳۹ ' ۴۲۱
جلد دوم	ص ۲۹۹

جلد چہارم ص ۹۔۱۰

جلد پنجم ص ۳۰۲

بعض اوقات مصنف دو بظاہر مترادف الفاظ میں فرق بھی واضح کرتے ہیں جس کا مقصد قاری کو قرآنی مراد سے قریب تر کرنا ہے۔(۳)

تحقیقات لغویہ کے بعد ہر جلد میں التحقیقات النحوبه کے عنوان سے نحوی گرہوں کو کھولا گیا ہے جنکی تعداد ۱۳۰ سے زائد ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

جلد اول ص ۸۰

لغوی اور نحوی تحقیقات کا اس قدر اہتمام اور عمیق نظری سے تحقیق اردو کی دیگر تفاسیر میں نہیں ملتی۔

(ب) مخالفین اہل سنت کے بارے میں حضور ضیاء الامت کا موقف

حضور ضیاء الامت سنی حنفی تھے۔ قرآن مجید میں قدیم و جدید فرقوں نے جہاں اپنے نظریات کو ثابت کرنے کی کوشش کی تھی وہاں آپ نے اہل سنت کے موقف کو دوٹوک الفاظ میں بیان کر دیا۔ ایسے مقامات پر حضرت کی اپنے نظریات کی حقانیت کا یقین اور ان پر استقامت کی پختگی بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ شیعہ کا رد کرتے ہوئے ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

"جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام کے بارے میں سوء ظن میں مبتلا ہیں' انہیں چاہیئے کہ لیغیظ بهم الكفار کے جملہ میں غور کریں۔ اور ان ارشادات رسالتمآب کو غور سے پڑھیں۔" (۴)

جلد اول کے ص ۲۳۸ پر بنات الرسول کی تعداد کے میں اہل سنت کے موقف کی وضاحت کی۔ حالت رکوع میں حضرت علی نے انگوٹھی سائل کو دی' شیعہ اس واقعہ سے خلافت پر استدلال کرتے ہیں۔ اسکا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ انگوٹھی سونے کی تو نہ تھی کیونکہ سونا مردوں پر حرام ہے۔ یقیناً چاندی کی ہو گی' زیادہ سے زیادہ اسکا وزن ایک تولہ ہوگا' جسکی قیمت اسوقت ایک روپے سے بھی کم ہوگی' اگر ایک روپیہ صدقہ کرنے سے خلافت کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ تو جنہوں نے ہزاروں اشرفیاں ایک بار نہیں کئی بار بارگاہ رسالت میں پیش کیں اور جب بھی اسلام کیلئے ضرورت پڑی سونے اور چاندی کے سکوں سے بھری ہوئی جھولیاں قدموں میں لاکر ڈھیر کر دیں۔ ان کی خلافت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے"۔(۵) مزید ملاحظہ کریں (جلد ۵ ضیاء القرآن ص ۲۴۰)

باغ فدک کے مسئلہ پر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۷۵ ۴ پر مختصر بحث کی گئی ہے۔

دیدار الہٰی کے مسئلہ میں معتزلہ و خوارج کے عقلی و نقلی اعتراضات کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اہل سنت اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ تم عالم آخرت کے حقائق کو عالم دنیا پر قیاس کر رہے ہو۔ جو سراسر

نادانی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ رویت متحقق ہو گی۔ اور ان شرائط کے پائے جانے کے بغیر متحقق ہو گی۔ کیف' جہت' اور ثبوت مسافت کے تکلفات کے بغیر آنکھیں رب کریم کا دیدار کریں گی۔ نیز کثیر احادیث سے جو مجموعی طور پر حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ رویت خداوندی کا ثبوت ملتا ہے۔ اتنی احادیث کا انکار کیونکر ممکن ہے" (۶)

زمخشری اور دیگر معتزلہ کے بارے میں آپ نے جو کچھ سورہ تحریم کے حاشیہ 1 میں تحریر کیا وہ تفسیر میں حضور ضیاء الامت کے مسلک و رحجان کا آئینہ دار بھی ہے۔ آپ لکھتے ہیں :

"زمخشری' معتزلی اور اس کے پیروکاروں نے یہاں بڑی ٹامک ٹوئیاں ماری ہیں اور ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے حضور علیہ السلام کے دامن عصمت پر حرف آتا ہے۔ آپ آئمہ اہل سنت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جن کو حق تعالیٰ نے حق فہمی اور محبت مصطفوی دونوں نعمتوں سے مالا مال فرمایا" (۷) نیز حاشیہ ۲ ص ۲۹۵ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سحر کی حقیقت میں ج ۵ ص ۷۲۴'۷۲۵ پر اہلسنت کے موقف کو واضح کیا ہے۔

(ج) باطل افکار کا رد :

جدید دور میں مختلف باطل افکار نے سر اٹھانا شروع کیا تو حضور ضیاء الامت نے ان کی سرکوبی بھی فرمائی۔ اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت کم و بیش ہر جگہ منکرین حدیث کا رد فرمایا اور اکثر مقامات پر قاری کو سنت خیر الانام میں تفصیلات دیکھنے کا مشورہ دیا۔ (۸)

فتنہ قادیانیت کے خلاف جو علماء سرگرم رہے۔ ان میں آپ کا نام گرامی بھی سرفہرست ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن میں متعدد مقامات پر مرزائیت کا تعاقب فرما کر دندان شکن اور مسکت جوابات دیئے ہیں۔ قرب قیامت اور نزول مسیح کی بحث کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں :

"یہ حدیث ان کثیر التعداد احادیث میں سے ایک ہے جن میں آنے والے مسیح کی ولدیت' نیک صفات اور ان کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ ہے۔ انصاف سے کہیے کیا جناب مرزا صاحب میں ان میں سے کوئی ایک بھی بات پائی جاتی ہے ؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وہ مسیح موعود (یعنی وہ مسیح جسکی آمد کا وعدہ کیا گیا ہے) کیوں کر بن سکتے ہیں ؟" (۹)

وفات مسیح سے متعلقہ بحث کیلئے جلد اول صفحہ ۲۳۴۔۲۳۶ ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدہ ختم نبوت پر مدلل بحث کے بعد رقمطراز ہیں : "میاں جی ساری عمر عیسائی حکومت کے جھولی چک بنے رہے اور اسکی خیرات پر پلتے رہے اور اس کی اسلام کش سرگرمیوں پر تعریف و توصیف کے قصیدے لکھتے رہے۔ ساری دنیا کو دارالسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات' خدائے مصطفیٰ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ قادیان پاکستان کا حصہ بنے۔ اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں۔ انکی نادانی قابل افسوس ہے۔" (۱۰)

یہ تفصیلی بحث صفحہ ۶۵ تا ۷۷ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اسی طرح "سورۃ الحاقۃ" کی آیت ۴۶ کے تحت مرزائیت

پر کاری ضرب لگائی۔ (۱۱) نیز جلد پنجم کا صفحہ ۲۲۲ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بعض لوگوں کو اپنی عقل پر بڑا ناز ہوتا ہے۔ اور وہ قرآن فہمی کیلئے اسی عقل کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس غلط فہمی کا شکار ہو کر اور بعض دیگر وجوہات کی بناء پر سر سید احمد خان نے بھی قرآن کو اپنی فکر کا تختہ مشق بنایا۔ مقالات سرسید سے ایک اقتباس نقل کرنے کے بعد اس پر یوں نقد فرماتے ہیں :

"اس طویل اقتباس پر معذرت خواہی کے بعد گذارش ہے کہ اگر صاحب موصوف نے یہ کہہ کر کسی شبہ کا ازالہ کیا ہے تو انہوں نے دوسری طرف ساتھ ہی سینکڑوں اعتراضات جو ان سے بھی زیادہ سخت ہیں کیلئے زمین ہموار کر دی ہے۔ ایک تو اللہ تعالی کے اصولوں پر یوں الزام لگایا کہ ان مواعظ کا حقیقت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا' وہ تو اپنی مطلب برآوری کیلئے ہر مفید بات کو اپنا لیتے ہیں' خواہ وہ صداقت سے کوسوں دور ہوں۔ جب کسی نبی کے متعلق یہ گھٹیا تصور آپکے ذہن میں جاگزیں ہو جائے تو ایک نبی اور سیاسی شعبدہ باز میں آپ کیونکر تمیز کر سکیں گے" (۱۲)

سر سید احمد خان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے پر بھی معترض تھے۔ ان اعتراضات کی بیخ کنی جلد سوم کے صفحات ۷۹ تا ۸۲ پر کی گئی ہے۔

اشتراکیت زدہ طبقہ سورہ رحمان کی آیت ۱۰ سے ثابت کرتا ہے کہ زمین سب انسانوں کے لئے مشترک ہے۔ اور اس کے لئے لفظ "انام" کو انسان کا مترادف قرار دیتا ہے۔ اسکے رد میں صاحب تفسیر ضیاء القرآن لکھتے ہیں۔

"اسطرح یہ لوگ قرآن کی آیت پر زیادتی کرتے ہوئے اللہ سے بھی نہیں شرماتے "انام" سے مراد انسان حیوان' چرند' پرند' مور و ملخ سب جاندار چیزیں ہیں" (۱۳)

واقعہ معراج اور معجزات کے سلسلہ میں سر سید احمد خان کے شکوک و شبہات کا ازالہ جلد دوم کے صفحات ۲۲۸ تا ۲۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(د) اردو ادب کا اعلیٰ نمونہ

تفسیر ضیاء القرآن کا طرز نگارش ادبی محاسن سے مالا مال ہے۔ پروفیسر احمد بخش حضور ضیاء الامت کے ادیبانہ انداز کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اردو ادب میں بے شک ابو الکلام آزاد' مولانا ظفر علی خان اور شورش کاشمیری کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن حضرت ضیاء الامت کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ بامقصد اور جاندار تحریر میں آپ اردو ادب کے صف اول کے ادیبوں سے بھی چند قدم آگے نکل گئے ہیں۔"

عمدہ الفاظ کا استعمال' زور بیان اور دعوت عمل کی تاثیر آپکی تحریر کا حصہ ہیں۔ بعض مقامات پر فارسی و اردو شعراء کا کلام عبارت میں مزید حسن و رعنائی پیدا کرتا ہے۔

ادبی عبارتوں کے نمونہ جات ضیاء القرآن کے ہر صفحے پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اسی لئے علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں۔ "تفسیر کی عبارت اردو ادب کا بہترین شاہکار ہے۔"(۱۴)

(د) محبت رسول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس حت و حجت نہیں محبت کا تقاضا کرتی ہے۔ یہاں جنیدؒ و بایزیدؒ رومیؒ و جامیؒ اپنی سانس روک کر حاضر ہوتے ہیں۔ ضیاء القرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصیدہ محبت بھی ہے۔ ضیاء النبی کی ایک تعارفی تقریب میں قبلہ پیر صاحب نے فرمایا تھا۔ "لوگوں میں اگر کہیں میرا تذکرہ ہے۔ تو فقط اس واسطے کہ میں نے سرور کائنات کی شان تحریر کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جب تک ساز حیات جتا رہے۔ اسکے تاروں سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سنائی دے۔

ضیاء القرآن میں بھی آپ نے جگہ جگہ مقام رسالت اور شان رسالت کو والہانہ عقیدت و محبت سے تحریر فرمایا۔ سورہ اخلاص میں لفظ "قُل" کے تحت محبت رسول کے جو پھول بکھیرے' جدید و قدیم تفسیروں میں اس کی نظیر نہ مل سکے گی۔ تفسیر کے مقدمہ میں جو دعا مانگی' اس کی قبولیت کی جھلک ضیاء القرآن کے حرف حرف سے نظر آتی ہے۔ دعا یہ ہے "تیرے رسول مکرم کی غلامی کا طوق زیب گلو رہے۔"

اس ضمن میں پیر صاحب کے امتیازی وصف کی نشاندہی کرتے ہوئے جناب پروفیسر احمد بخش لکھتے ہیں : لطف کی بات یہ ہے کہ جب صاحب تفسیر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حت چلاتے ہیں تو ایک وار فتگی کی کیفیت چھلکتی نظر آتی ہے۔ لیکن کوئی بڑے سے بڑا نقاد یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ یہ محض عقیدت اور مبالغہ ہے۔ بلکہ فاضل مصنف اس کی تائید میں لفظی تحقیق اور عقلی و نقلی دلائل کا اتنا حسین گلدستہ پیش کرتے ہیں کہ قاری داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

چند نمونہ جات درج ذیل حوالوں کے تحت ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

جلد دوم	صفحہ	۹۰ تا ۹۱
جلد سوم	صفحہ	۵۶ تا ۶۰
جلد پنجم	صفحہ	۶۵۳' ۶۸۵' ۹۸ تا ۵۹۷

(س) داعی اتحاد

پیر صاحب کی ذات اقدس نے انتشار و افتراق کی شکار امت کو وحدت کی دعوت دی۔ اور ضیاء القرآن میں متعدد مقامات پر ہمیں جھنجھوڑا۔ تلقین و نصیحت کی کہ فروعی مسائل کی بنیاد پر امت میں تقسیم زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ تفسیر کے مقدمہ میں امت کے داخلی و خارجی انتشار کے اسباب و محرکات کا جائزہ لینے کے بعد اپنا انداز فکر تحریر کرتے

ہوئے فرماتے ہیں: "میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کروں تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں اور اہل غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وہ اٹھ جائیں اور حقیقت آشکار ہو جائے۔" اس وضاحت سے قبل یوں رقمطراز ہیں۔ "ملت اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے، ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے، ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے، اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانشمندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں اور ان ناسوروں کو اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں"۔ (۱۵)

(ش) تصوف کی چاشنی

قبلہ پیر صاحب سلسلہ عالیہ چشتیہ کی باطنی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے بعض مقامات پر صوفیاء کے اقوال درج کئے لیکن اسطرح کہ قرآن کے ظاہری مفہوم پر کوئی حرف نہ آئے۔ قرآنی آیات کو وہ معانی ہرگز نہیں پہنائے جن سے ان کے نزول کا مقصد ہی فوت ہو جائے۔

"سورۃ الفتح" کی آیت ۱۰ سے بیعت کا استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"آج کل جو ہم کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اسی سنت کا اتباع ہے۔ اس آیت سے بعد کی سنت اور مشائخ کبار سے فیض ثابت ہوتا ہے" (۱۶)

"سورۃ المائدہ" کی آیت ۳۵ میں وسیلہ کی تشریح مرشد کرتے ہوئے صراط مستقیم کی ایک عبارت نقل کی ہے۔ اور بعد ازاں اقبال و مرشد اقبال کے اشعار نقل کئے ہیں۔ (جلد اول ص ۴۶۶)

"سورۃ الطلاق" میں دینی و دنیوی منافع کے حصول، دینی و دنیوی مشکلات کے حل کیلئے حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے سے وظیفہ لکھا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۲۷۹)

مزید ملاحظہ فرمائیں: جلد سوم صفحہ ۲۳

(ص) قرآن اور سائنس کے بارے میں صاحب ضیاء القرآن کا موقف:

جدید تعلیم یافتہ طبقہ قرآنی نظریات کو سائنس کے تناظر میں دیکھنے کا بھی عادی ہے۔ علامہ طنطاوی نے تو اس حوالے سے پوری تفسیر لکھ دی، قرآن کے نزول کا مقصد انسانی ہدایت تھا۔ حضور ضیاء الامت نے اس نقطہ نظر کو بھی ہدف تنقید بنایا اور قرآن کو صحیفہ ہدایت سمجھ کر اس سے استفادہ کی تلقین کی۔ اگر کہیں ضیاء القرآن میں سائنسی حوالہ آیا وہ صرف سائنسدانوں اور علم سائنس کی قدرت الٰہی اور علم الٰہی کے سامنے بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اس سلسلہ میں اپنا موقف ان الفاظ میں واضح فرمایا: "آیات قرآنی کو کسی قدیم یا جدید نظریہ کا پابند کرنا قرآن کے مزاج کے خلاف ہے۔ کچھ وقت کیلئے کسی نظریہ سے ہم آہنگ کر کے لوگوں کو بتایا جا سکتا ہے کہ قرآن کے ارشادات بھی وہی ہیں جن کو

فلاں فلسفی یا فلاں سائنسدان نے پیش کیا ہے لیکن آپ خود فرمایئے اگر کچھ عرصہ بعد ان نظریات کا بطلان ہو گیا تو کیا اس کی زد آیات قرآنی پر نہیں پڑے گی۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ قرآن تخلیق کائنات کی تفصیل بیان کرنے والی کتاب نہیں بلکہ یہ رشد و ہدایت کا صحیفہ ہے۔ اس میں جہاں کہیں انفسی و آفاقی آیات کا ذکر کیا گیا ہے اس کا مدعا فقط اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور علم و حکمت کو ظاہر کرنا ہے"۔ (۱۷)

ڈارون کے نظریات ارتقاء کے تخیلات پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"جب ہم ہر روز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرتے ہیں تو پھر انسان اول کے معرض وجود میں آنے کیلئے جو افسانوی طرز فکر ڈارون اور اسکے شاگردوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اسے کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے۔"

حضور ضیاء الامت ایسے تمام افکار کو مذہب دشمنی کا سبب قرار دیتے ہیں۔ سائنسی نظریات کے بارے میں آپ کا انداز فکر ظاہر کرتا ہے کہ قرآن کی ہدایت پذیری پر آپ کا کس قدر غیر متزلزل پختہ اور قوی ایمان ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن میں اسرائیلیات کو بھی قبول کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔ ہر وہ واقعہ جس سے شان رسالت میں تنقیص کا کوئی پہلو نکلتا ہے۔ مصنف نے اس پر شدید جرح کی ہے۔

مختلف مقامات پر بقدر ضرورت فقہی مسائل بیان کئے ہیں۔ لیکن عموماً صرف احناف کے اقوال درج ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

(۱) ضیاء القرآن ج ۳ ص ۳۸

(۲) ضیاء القرآن ج ۲ ص ۳۱۲

(۳) جلد اول ص ۴۵۶

(۴) ضیاء القرآن ص ۵۷۲

(۵) ضیاء القرآن ص ۴۸۶

(۶) ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۴۳۵

(۷) ضیاء القرآن ج ۵ ص ۲۹۴

(۸) ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۴۳۳۔۴۳۴

(۹) ضیاء القرآن ج ۱ ص ۴۱۹

(۱۰) ضیاء القرآن ج ۴۔ ص ۷۷

(۱۱) ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۳۵۵

(۱۲) ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۷۵۔۳۷۶

(۱۳) ضیاء القرآن جلد ۵ صفحہ ۸۶

(۱۴) تبیان القرآن ج ۱ ص ۱۳۲

(۱۵) ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۲

(۱۶) ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۴۰

(۱۷) ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۲۷۷ تا ۲۷۸